22 سیکنڈ کی فوٹیج کا ردعمل

تحریر: سہیل احمد لون

چند ہفتے قبل یونیورسٹی کے ایک پروجیکٹ پر کام کرتے ہوئے میں نے بائیس سیکنڈز کے دورانیہ کی ایک فوٹیج بنائی۔ جس کا ٹائٹل "لندن کی غلیظ ترین گلی" Broad Oaks رکھا۔ میں نے حقیقت میں اس سے زیادہ گندی اور شکستہ حال گلی برطانیہ میں کہیں نہیں دیکھی تھی۔ سب سے حیران کن بات یہ تھی کنگسٹن کونسل میں پائی جانی والی براڈاوکس سٹریٹ کے متوازی Tolworth Broadway ہے جس پر کونسل نے گرین وے پروجیکٹ کے نام سے تقریبا چار ملین پاؤنڈ خرچ کرکے سڑک اور فٹ پاتھ کی حالت مزید بہتر کی اور آلودگی کم کرنے کے لیے مزید شجر کاری کے ساتھ ساتھ سائیکل چلانے کے لیے علیحدہ راستہ بھی بنایا۔ بیس گز کے متوازی فاصلے پر براڈوے سٹریٹ سے کونسل کا سوتیلا سلوک کیوں؟ میرا یہ سوال تھا۔ ٹول ورتھ براڈوے پر دونوں اطراف میں دوکانیں ہیں جن کے اوپر فلیٹس ہیں۔ فلیٹس میں رہنے والے لوگوں کو اپنی گاڑیاں پارک کرنے اور گھر جانے کے لیے عقبی گلی براڈاوکس کا استعمال کرنا پڑتا ہے جس کے حالت دیکھ کر جنوبی پنجاب کے کسی گاؤں کی گلی یاد آ جاتی ہے۔ یونیورسٹی میں اپنی اسائمنٹ جمع کروانے کے بعد میں وہ فوٹیج مختلف برطانوی نشریاتی اداروں سمیت متعلقہ کونسلروں اور ممبر آف پارلیمنٹ کو بھی بھجوا دی۔ اس کے بعد میں نے برطانیہ کے ایک معروف ٹی وی چینل کے نمائندوں کو کیمروں سمیت اس گلی میں دیکھا جہاں وہ فلیٹس میں رہنے والوں کے انٹرویو لے رہے تھے۔ ممبر آف پارلیمنٹ نے 9 منٹ بعد ای میل کرکے جواب دیا جس میں اس نے اس بات کو تسلیم کیا کہ بلاشبہ فلیٹس میں رہنے والے برطانیہ کے معیار زندگی کے مطابق زندگی نہیں گزار رہے مگر یہ گلی کونسل کی ملکیت نہیں بلکہ پرائیویٹ لینڈ لارڈز کی پراپرٹی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ اپنا اضافی کچرا پھینکنے کے لیے استعمال کرلیتے ہیں۔ اس کے بعد کونسل نے اس پر باقاعدہ ایک مہم کا آغاز کیا اور کچھ کونسلرز کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ براڈوے پر سٹال لگائیں اور علاقے کے مکینوں سے اس بات کی رائے لیں کہ اگر کونسل گلی خرید لے تو ان کو کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا۔ اس کے لیے انہوں نے پٹیشن پر لوگوں کے نام لکھے اور دستخط کروائے۔ گزشتہ ہفتے لوکل کونسلرز کی ایک ٹیم نے رضاکارانہ طور پر گلی سے سارا کچرا اٹھایا اس مقصد کے لیے انہوں نے کونسل کا ٹرک اور کچرا اٹھانے کے اوزار استعمال کیے۔ مجھے انہوں نے خصوصی طور پر کوریج کے لیے مدعو کیا۔ گلی میں مزید سی ٹی وی کیمرے لگانے کا فیصلہ بھی کیا گیا تا کہ Flytipping کرنے والوں کو پکڑا جا سکے۔ اس وقت کونسل اور گلی کے مالکان کے درمیان خرید وفروخت کے لیے بات چیت جاری ہے اور امید ہے کہ فیصلہ وہاں پر رہنے والوں کی Health and safety کے اصولوں کو مدنظر رکھ کرہی ہوگا۔ لوکل کونسلرز کو اپنی فیملی سمیت دیانتداری سے صفائی کرتے دیکھ کر یہ احساس ہوا کی یہ نصف ایمان میں ہم سے بہت آگے ہیں۔ وطن عزیز میں آجکل روشنیوں کے شہر کراچی میں بھی صفائی کا جنون دیکھنے میں آ رہا ہے۔ مصطفےٰ کمال کی مخصوص وقت میں دھماکہ خیز انٹری کے چند دنوں میں ایسی تبدیلی آئی ہے جو عمران خان کتنے برسوں میں نہ لا سکے، جن ہاتھوں میں آتشیں اسلحہ لیکر بھائی گری کرتے تھے آج وہ ہاتھوں میں ڈنڈے والا جھاڑو لیے انہیں سڑکوں پر گند صاف کرتے دکھائی دے رہے ہیں جہاں وہ انسانی خون پان کی پچکاری کی

طرح بہاتے تھے۔ مغربی ممالک میں جھاڑو والا ڈنڈا اکثر چڑیل کے ہاتھ میں ہوتا ہے جب چڑیل نے راہ فرار اختیار کرنی ہوتو وہ جھاڑو پر بیٹھ کر اڑ جاتی ہے۔امید ہے کراچی میں جو ہو رہا ہے وہ پھر سے اڑنے کے لیے نہیں ہو رہا بلکہ نصف ایمان تازہ ہونے کی وجہ سے ہی ہو رہا ہو۔تقریبا اڑھائی دہائیوں سے کراچی پر مسلط رہنے کے باوجود انہوں نے اتنا گند اور کچرا صاف نہیں کیا جتنا مصطفےٰ کمال کی ایک پریس کانفرنس کے بعد ہوا۔ کاش! بھائی کا قبضہ وطن عزیز کے ہر شہر میں ہوتا تو آج کم از کم ہر شہر میں نصف ایمان کی جھلک دیکھنے کو ملتی۔صولت مرزا کے بعد اب مصطفےٰ کمال نے مورچہ سنبھال لیا ہے کیونکہ وہ صولت مرزا کی طرح ڈیتھ سیل میں نہیں اور ماضی میں وہ کراچی کے ہی نہیں بلکہ دنیا کے بہترین ناظمین میں سے ایک ہونے کا اعزاز بھی رکھتے ہیں۔لہٰذا وہ اپنے مورچے سے ایسے گولے برسا رہے ہیں جس پر الطاف بھائی سیاسی اعتکاف توڑنے کی اخلاقی جرات کا مظاہرہ نہیں کر پائے۔ایسی باتیں عمران خان نے اس وقت کہیں جب کوئی ’’توہین بھائی‘‘ کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ بھائی کو آج بھی ان تمام سیاسی اکابرین کی مکمل حمایت حاصل ہے جو یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ جن کے اپنے گھر شیشے کے ہوں وہ کسی دوسرے کے گھر پتھر پھینکنے کی حماقت نہیں کر سکتے۔آج حساس ادارے کراچی سمیت دیگر شہروں سے وہ گند صاف کرنے کا مشن پورا کرنے کا بیڑہ اٹھائے ہوئے ہیں جو کبھی انہوں نے خود ڈالا تھا۔دہشت گردی کا بیج بونے والے جرنیل فضاء میں جل کر راکھ ہو گئے مگر ان کے پیروکار آج بھی حق کا ضیاع کرتے نظر آتے ہیں۔حساس ادارے معاشی دہشت گردی کا خاتمہ کرنے کا عزم بھی لیے ہوئے ہیں اگر وہ اس پر واقعی ہی سیریس ہوتے تمام تر اختیارات کا مالک ہونے کے باوجود پرویز مشرف این۔آر۔او جیسی لعنت متعارف کروانے کی بجائے قانونی تقاضے پورے کر کے لٹیروں کو سزائیں دلواتا۔وطن عزیز میں اس وقت دہشت گردی کی صفائی، معاشی دہشت گردی کا خاتمہ اور شہر قائد کی صفائی کا مشن زوروں پر ہے۔مجھ جیسے ایک عام سے شہری کی بائیس سیکنڈز کی فوٹیج سے بائیس ہفتے میں عوامی مسئلہ حل ہو سکتا ہے تو دیکھنا یہ ہے چوبیس گھنٹے جس میڈیا پر کرپشن، دہشت گردی، ناانصافی، اقربہ پروری اور جہالت کا گند ثبوتوں اور گواہوں کے ساتھ دکھایا جاتا ہے (بعض نے تو قرآن پاک پر حلف لیکر بھی یقین دہانی کروانے کی کوشش کی ہے) اس گند کو صاف کر کے کیا نصف ایمان یا آدھی ایمانداری کا ثبوت دیں پائیں گے؟ کیا یہ ممکن ہو سکے گا کہ آلودہ کراچی سے زمین پر بکھری گندگی کے ساتھ ساتھ اُس سیاسی آلودگی کو بھی ختم کیا جائے گا جس کو پھیلانے میں کبھی ریاست کے تمام اداروں نے شب و روز محنت کی ہے؟ کیا یہ بات سوچنے والی نہیں کہ اگر گندگی صرف کراچی میں ہے تو لاہور کونسا پیرس بنا دیا گیا ہے؟ ہر طرح کی آلودگی اس شہر کو اپنی آغوش میں لیے ہے لیکن پنجاب کی طرف کوئی منہ نہیں کرتا جس سے دوسرے صوبوں میں رہنے والوں کو یہ احساس تو ضرور ہوتا ہے کہ اُن کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جا رہا ہے۔کتا تو کتا ہوتا ہے لیکن شاید ہم ابھی بھی دوسرے کے کتے کو کتا اور اپنے کتے کو ٹومی کہنے پر بضد ہیں۔میڈیا کا کردار سماج میں سب سے جاندار ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ دانشوروں نے اسے ریاست کا چوتھا ستون قرار دے رکھا ہے لیکن یہ چوتھا ستون اپنا کردار ادا کرنے کیلئے یا تو تیار نہیں یا پھر وہ یہ جانتا ہی نہیں کہ اُس کی سماجی ذمہ داری کیا ہے اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو پھر دوسرے لفظوں میں ہمیں یہ کہنے میں کوئی آڑ نہیں کہ پاکستان میں کنٹرول میڈیا کام کر رہا ہے اور کنٹرول میڈیا کبھی بھی حکومتی یا ریاستی پالیسیوں پر جائز تنقید بھی نہیں کرتا اور عوام کی جائز رہنمائی نہ ہونے کے نتیجہ میں عوام اپنے حقوق سے لاعلم رہتی ہے اور کسی بھی قسم کا ردعمل نہیں دیتی اور

خمیازہ آنے والی نسلوں کو بھگتنا پڑ جاتا ہے۔بائیس سیکنڈ کی فوٹیج تو بہت زیادہ ہے انسان کا تصویری ذہن تو ایک تصویر پر ردعمل دے دیتا ہے اگر ہم اُس تصویر کو درست انداز میں عوام تک پہنچا دیں۔لیکن سوال وہی پرانا ہے کہ بلی کے گلے میں گھنٹی کون باندھے گا کہ چوہوں کے قبیلے میں سورما پیدا نہیں ہوتے۔

تحریر: سہیل احمد لون
سربٹن۔سرے
sohaillloun@gmail.com

13-02-2016